

- (۱) کفر بالرسول کی عبرت انگیز نثر ایک امانت شکنی پر درمی
- (۲) تفسیر القرآن من سبج الزمان
- (۳) ضرورت امام
- (۴) قومی ضروریات قابل توجہ قوم
- (۵) نعرۃ الحق
- (۶) کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن
- (۷) مسیح موعود اور خدا پر ایمان
- (۸) دارالامان کا ہفتہ
- (۹) شیرازہ قوم
- (۱۰) جزون کا گلہ ستہ
- (۱۱) رسید ز آمدنی در تعلیم الاسلام قادیان
- (۱۲) اشتہارات
- (۱۳) اشتہارات



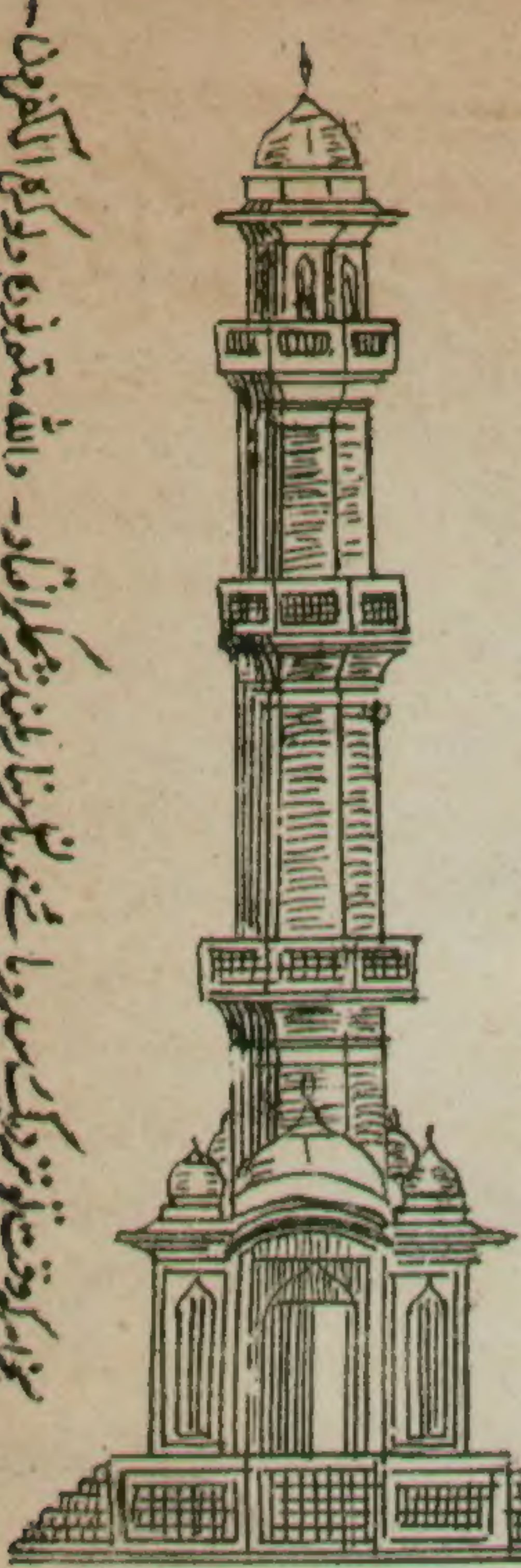
Digitized by Khilafat Library

چہ گویم باتو گر آئی چہ ہادر قادیان مینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی ترازاب جہدی

پیشگی قیمت لاکھ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے غلہ (۳) مہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے غلہ



بجز کم قیمت کوئی اور ایک سید یا شہید یا مہاجرین یا مہاجرین کے لئے نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ و لا حولی الا باللہ

نمبر ۲۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ جلد ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کفر بالرسول کی عبرت انگیز نثر ایک امانت شکنی پر درمی

خدا کے مرل کے انکار سے سلب ایمان ہی نہیں ہوتا علم عقل۔ دانائی سب ہی کچھ چھین جاتا ہے۔ یہ مولوی ملا ہمیشہ درمی کتابیں پڑھتے پڑھاتے تھے بکلت سنا میں کتابیں رسالے فتنے لکھتے لکھتے تھے کبھی نہ کسی کو شبہ گذار اور نہ یقین تھا کہ یہ لوگ عربی زبان سے نا آشنا ہیں۔ بدینہ نے غیرۃ اللہ خلیفۃ اللہ سے شقاوت ازلی کی شریک ہو کر اسی شرع کردی اور جو طمع عہدہ ہائے بیٹھے تھے اُس کی قلمی اتر و اکر پر وہ درمی کرالی۔ بد قسمتی سے مولوی بٹالوی اپنے رسالہ میں لکھ بیٹھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود (علیہ السلام) عربی زبان نہیں جانتے۔ خدا تعالیٰ کی غیرت کب روار کھ سکتی تھی کہ اس کا زمینی کیڑوں کی نیش زنی کا ہدف بنے۔ اُسکی توفیق اور فضیل سے حضرت مرل اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں اور ان کے مقابلہ کے لیے سجدی کی۔ اب ملا بٹالوی طبع پکڑے گئے۔ چاروں طرف سے مطالبے شروع ہوئے کہ ان کا جواب لکھو ورنہ مرزا کی سچائی پر مہر لگتی اور احمدیت کا کبھی نہ بند ہونے والا باب کھلتا ہے۔ بد نصیب نا عاقبت اندیش یہ توفیق کہاں کی عربی لکھنے سے عجز و قصور کا اعتراف کرتا۔ گذری ہوئی زندگی میں ہی کوئی سطر دو سطر کا نمونہ نہ ہوتا تو اسے پیش کرنے پر کفایت کرتا اور لوگوں کے آئینہ ہو جیتا۔ اس موت کے لڑوے یہ لاکھ کوٹھ کام دہن سے یوں ٹالا کہ ”میں مرزا کی عربی کا جواب کیا لکھوں وہ تو سراسر غلطیوں سے بھری ہوئی ہوئی ہے۔ اور غلطی کا نمونہ یہ پیش کیا کہ انھوں نے

نے عجبیت کا صلہ لاکھ لکھا ہے اور من چاہے تھا اس کے جواب میں دیوان عربی اور احادیث سے اُسے دکھایا گیا کہ عجبیت کا صلہ لاکھ بھی آیا ہے۔ یہ سارے واقعات الحکم میں شائع ہو گئے۔ جن جن لوگوں نے الحکم پڑھا وہ انہوں نے اگلی دبا کر حیران سے ہو گئے کہ اسی اس مولوی کے علم اور عقل کو کیا ہو گیا ہم تو اسے مرزا مولوی سنتے تھے۔ اس کا رروانی سہمیر یقین ہو گیا کہ بٹالوی مولوی کا یہ نکال و وبال کم سے کم نسیم اصلوں یا پروڑوں یا شیلوں کے لیے تو ضرور عبرت کا موجب ہوگا۔ مگر نہیں اس کے کھوڑے ہی عرصہ بعد اس کا روحانی فرزند یاروز ثناء اللہ امرتسری یہ جھگڑا لے بیٹھا کہ مرزا صاحب نے یرد کا صلہ علی لکھا ہے اور الی ہونا چاہیے۔ اسپر جو اس نادان متکبر کی پردہ دری ہوئی دشمنوں کو بھی اسپر ترس آنا تھا۔ اس کے بعد ہم نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ اب ان سبک سر جلد بازوں کو کافی سزا مل چکی ہے آئندہ کوئی بات سب سے سمجھ کر منہ سے نکالیں گے۔ مگر راتی کھینٹ من اراد اھا تنک کوئی تو کار گذاری کے لیے ہمیشہ موقع ملے رہتا چاہیے اسے آئے دن کوئی نہ کوئی شکار مل ہی جاتا ہے۔ آج مولوی ابراہیم سیالکوٹی اسکے ہتھے چڑھ گئے ہیں اور کہاں جا مارا اٹاؤں۔ امامہ میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے۔ اس جماعت کے لائق مخلص کارکن سید صادق حسین صاحب مختار عدالت نے چار روز ہوئے مجھے لکھا کہ یہاں مولوی ابراہیم سیالکوٹی تشریف لائے ہیں کسی تقریب سے ملاقات ہوئی اور ادھر ادھر کی باتیں درمیان آئیں۔ سید صاحب فرماتے ہیں میں نے مولوی صاحب کو کہا آپ لوگوں نے حضرت اقدس کی پرستش کیا تو ان کا کوئی جواب اتنا بکریوں نہیں لکھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا جواب کیا لکھیں وہ تو غلط عربی لکھتے ہیں۔ میں نے کہا آپ بھی کچھ لکھتے مقابلہ کے بعد مرزا صاحب کی غلطیاں اور آپ کی کتاب کی پاکیزگی اور صحت باطل اور جھٹیں امر فارق ہو جاتی۔ مولوی صاحب نے جوڑ میں آکر کہا کہ مرزا صاحب نے آئینہ گمالات اسلام کے صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے و احاط علی روحہ۔ احاط کا معنی ایسی غلطی ہے کہ اس کا مذہب خوفناک الزام کے نیچے ہے اور کوئی مرزائی اس کا جواب قیامت تک نہیں دے گا۔ احاط کا صلہ بآیا کہ ہے

علم کا فن قدرت ہے کہ جو لوگ خدا کی طرف سے
 آئے ہیں وہ دنیا کو ترک کر کے جہنم میں سے یہ مراد ہے کہ وہ
 دنیا کو اپنا مقصد اور غایت نہیں بناتے اور دنیا
 ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف
 اسکے دنیا کو اپنا اصل مقصد بناتے ہیں خواہ وہ دنیا
 کو کسی قدر بھی حاصل کر لیں مگر آخر ذلیل ہو جاتے ہیں۔
 یہی خوشی اور اطمینان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
 سے عطا ہوتا ہے یہ جو دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے
 اسے ضروری امر ہے کہ ان اشیاء کو اپنا معبود نہ بنائے اور
 اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اسی کو یگانہ و یکتا معبود
 سمجھو۔ جب تک انسان ایمان نہیں لانا کچھ نہیں
 اور ایسا ہی نماز روزہ میں اگر دنیا کو کوئی حصہ دیتا
 ہے تو وہ نماز روزہ اسے منزل مقصود تک نہیں
 لے جاسکتا بلکہ محض خدا کے لئے ہو جاوے۔

ان صلواتی و نسکی و محیای و مماتی اللہ رب العالمین
 کا سچا مصداق ہوتا ہے مسلمان کہلائیگا۔ اگر اس طرح
 صادق اور وفادار ہونا چاہئے جیل پر وہ اپنے بیٹے کو
 فرج کرنے پر آمادہ ہوگا اسی طرح انسان ساری دنیا کی
 خواہشوں اور آرزوؤں کو جب تک قربان نہیں کرتا
 کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان ہد
 تائے پر ایمان لانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 ایک جذبہ پیدا ہو جاوے اس وقت اللہ تعالیٰ خود
 اسکا مشکل اور کارزار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کسی
 برائی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر فقر اور غربی ہوگی تو ہم میں
 ہوگی۔ پس یاد رکھو کہ جب تک انسان خدا کا نہ ہو جاوے
 بات نہیں بنتی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ نہ کرے
 ہے اس میں شتاب کاری نہیں رہتی۔ شکل یہ ہے کہ لوگ
 بلند گزرتے ہیں اور پھر شکوہ کرنے لگتے ہیں۔
 سائل۔ ابتدائی منزل میں قصہ کے حصول کی کیا
 ہے۔

حضرت اقدس۔ ابتدائی منزل یہ ہے کہ ہم کو
 سلام کا تاج کرے جسم ایسی چیز ہے جو ہر طرف لگ
 سکتا ہے بجاؤ زمیندار کو کون سکھاتا ہے جو جیل پر لٹا
 کی صحت و صواب میں باہر جا کر کام کرتے ہیں۔ اور
 سخت سردیوں میں آدھی آدھی رات کو اٹھ کر باہر
 جاتے اور مل جاتے ہیں۔ پس جسم کو جس طریق پر لگاؤ
 اسی طریق پر لگ جانا ہے ان اسکے لئے ضرورت ہے
 عزم کی کچھ نہیں کہ ایک بادشاہ مٹی کہا یا کرتا تھا۔
 بہت تجویزین کی گئیں مگر وہ باز نہیں رہ سکتا تھا۔
 آخر ایک حبیب آیا اور اس نے دعوں کیا کہ میں اسکو
 روک دوں گا۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے
 کیا۔ ایھا الملائکۃ این عزہ المملوک
 یعنی یہ بادشاہ وہ بادشاہوں والا عزم
 کہاں گیا؟ یہ نہ کہ بادشاہ نے کہا کہ اب میں مٹی
 نہیں کہاؤں گا۔ پس عزم مومن بھی تو کوئی

جز ہے۔
 سائل۔ عزم کرنے تو آپ کی کیا ضرورت ہے۔
 حضرت اقدس۔ بات یہ ہے کہ جب نفوس صاف
 کا جذب ہوتا ہے تو حمد و معاون ہی پیدا ہو جاتے
 ہیں۔ صحابہ کے دل اچھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان
 کے لئے ایک رسول ہی پیدا کر دیا۔
 ایسا ہی کہتے ہیں کہ مگر سے جو مدینہ کی طرف ہجرت کی
 اس میں بھی یہی سربراہان کے اصلاح پذیر قلوب
 ایک جذب تھا۔

سیح موعود اور خدا پر ایمان

۲۶۔ جون ۱۹۷۷ء کی صبح کو خانہ کمال الدین
 صاحب کیل چیف کورٹ پنجاب نے جو مسئلہ
 کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دلیں
 مخفی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو
 یہ تبلیغ ہر گز نہ ہو۔ ہر قوم اور ہر زبان میں ہو
 جاوے۔ حضرت حجتہ اللہ کے حضور جاپان میں
 تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھڑا۔ اس بنا پر
 کہ جاپان اس وقت سب کی نظروں میں ایک
 خاص مرکز ہوتا ہے عیسائی لوگ کوشش کر
 رہے ہیں کہ عیسائیت کا پرچم وہاں لہرائے
 آریا این آرم کی اشاعت کے لئے جاپان
 کو وسیع میدان سمجھتے ہیں ان حالات کو مد نظر
 رہہر سلسلہ عالیہ حمدیہ کی اشاعت کا جوش
 رکھنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اور
 نے حضرت حجتہ اللہ کے حضور اس سوال کو
 چھڑا۔ میں خود اس موقع پر موجود نہ تھا
 حضرت مخدوم المذنب نے مجھے وہ حالات سنا
 اور مری ایڈیٹر بدر نے (مہاشک ان کا خط
 اور قلم ان کلمات کو محفوظ کر سکا جو حضرت قدر
 کے منہ سے نکلے) وہ شائع کئے ہیں اسکے
 میں بدر سے مختصر تقریر درج ذیل کرتا ہوں
 اور درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا
 ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع
 ہوئی ہے اور ابھی کوئی میدان جاپان نے
 نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا
 تھا۔ ایک مشرقی طاقت اور کوریہ
 کی نازک حالت اس الہام کو ہماری
 جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے۔ خصوصاً
 وہ لوگ جو دارالامان میں رہتے ہیں میری
 غفلت سے یہ اجبار میں پہلے شائع نہیں
 ہو سکا۔ اس وقت میری مرض اس الہام کے
 اندر ہے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ

کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت
 واللہ اعلم بالصواب۔ ایڈیٹر
 ۲۶۔ جون ۱۹۷۷ء ایک دوست نے مجھ کی
 جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی
 لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی
 عیسائی ہو جائیں آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی
 زبان سکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور
 جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ
 حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کیا
 امیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 فرمایا ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ
 کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے زمانہ نبوت کا پہلا سا حصہ مصائب و تکالیف
 میں گذرتا تھا اور فوجات اور نصرت کا زمانہ آپ کی
 عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا
 حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔
 اب خدا کے وعدہ کے پورے ہونے کے دن ہر
 ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی
 مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں
 ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ
 میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس بعد کو
 دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے
 ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے بعض خدا سے ابتلا ہو
 ڈرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں
 اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دینی
 نہیں ہے۔ گو ایسے لوگ اس آیت کی ذیل میں آجاتے
 ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من
 اکرہ و قلبہ مطمئن بالا ایمان نامہ جن کے
 دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے ظہر جائے
 وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے فی الحال موجودہ معاملات
 میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم
 خدا پر ہر روز رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں
 ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی
 مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑبڑانا چاہتے ہیں اور ہم
 دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں
 کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی یہ عیاری ہم سے لئے ٹھوس
 ہوگی اور ہم کو وحی انوائے گویا دی نہیں گئی اگر خدا
 تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو
 خود ہمارے اطمینان دینگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں
 استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں کیا
 پہلے سے خدا تعالیٰ کا مشائخہ ہم کو کسی امر کی طرف
 توجہ کر رہی نہیں سکتے ہمارا دار خدا تعالیٰ کے
 حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں لگنا کامی
 ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں
 طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ

لگا۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ کرنے کے انتظار
 میں ہیں۔ ان سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ
 ہم جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں
 کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہر اس وقت ویران
 رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہو ابر باد ہو جاوے اگر تم
 دوسرے لوگوں کی طرح نہ گے تو خدا تم میں اور ان میں
 کچھ فرق نہ کرے گا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق
 پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ
 کرے گا۔ خدا انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق
 چلے۔ ایسا انسان ایک ہی ہوتا ہے اس کی خاطر ضرورت
 پڑنے پر خدا ساری دنیا کو ہی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر
 ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق
 ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہر
 کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے۔ ہم نہ
 تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کٹی اور قوت سے۔ ہمارا
 ہتھیار صرف دعا ہے۔ اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم
 اپنے آپ کو درست نہ کریں گے تو ہم سب سے پہلے ہمارا
 ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے ان زبان
 سکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہم
 خدا کا حکم ہو تو ان زبان سکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم
 ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا
 کے مشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

یکم جولائی ۱۹۷۷ء کچھ بیماریوں کا ذکر تھا
 فرمایا میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے
 شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے
 اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حرکت چکر
 ٹھہر جاتا ہے اور یا اس ہو جاتا ہے مگر اس کے آگے
 خدا دعا کے ذریعہ سے راہ کو ہدایت ہے۔ خدا شناسی
 اور خدا پر توکل ہی کا نام ہے کہ جو دین لوگوں نے
 مقرر کی ہوئی ہیں ان سے آگے بڑھ کر جا پیدا ہو۔
 ورنہ اس میں تو آدمی زندہ ہی مرجاتا ہے۔ اسی جگہ
 سے اللہ تعالیٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے مجھے
 ایسے معاملات میں مولوی رومی کا ایک شعر بہت پسند
 آیا ہے

ایک خواندی حکمت یونانیان
 حکمت ایمانیان را ہم بخوان
 عام لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت
 تک پہنچ جاتا ہے خدا تعالیٰ اندر اندر نصرت
 شروع کرتا ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔
 دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ ایک
 لئے جو دعا کے واسطے لکھتا ہے دعا کرتا ہوں لیکن اکثر
 لوگ دعا کی اصل مفاسد سے ناواقف ہیں۔ اور
 نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہنچنے کے
 واسطے کس قدر توجہ اور محنت درکار ہے دراصل
 دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔

نورانی

۲۶

نورانی

۲۶

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت جتہ الشیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور بزرگان ملت کی صحت اچھی ہے۔ گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی ہے۔ خفیف ترشح ہوا تھا جس سے ہوا میں عارضی خشکی ہوئی تھی مگر پھر اس کا بارش کی وجہ سے وہی جس اور تھپی ہے اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں پر رحم فرما دے۔

۲۔ ستور۔ لودھیانہ۔ لاہور۔ ملتان۔ بہرہ لائل پور۔ اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب نے حاضر ہو کر شرف نیا حاصل کیا جن میں سے مولوی الدین صاحب لودھی لوی و اعطار و نصار بھی ہیں۔

۳۔ رویا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۵ء دیکھا کہ ایک بڑا دریا ہے اس میں سے کوئی چیز نکلی جس میں سے شعلے نکلتے ہیں اور ہمارے سامنے ہوئی جیسا کہ دریا بطور تھک کے کوئی چیز ہمارے آگے پیش کش کرنا ہے وہ چیز جیسے لے لی تو وہ ایک ٹوپی تھی جس کو ہنسے سر پر لکھا گیا اس کے بعد دریا نے ایک اور چیز پیش کی جو ایک جھگہ کی شکل میں تھی وہ بھی ہنسے لے لی۔

فرمایا دریا سے مراد کوئی بڑا بادشاہ یا آدمی کی مانند کوئی اور ذی شان آدمی یا کوئی بڑا اہل علم و فضل و کمال ہوتا ہے اور اس کے تحفہ دینے سے مراد حلقہ خادموں میں داخل ہونا یا مستحق ہونا یا مالی خدمت کرنا یا کسی غرض کے لئے رجوع لانا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیمارگ

المنصور۔ یہ ایک ماہوار رسالہ ہے کہ جو دہلی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید میں بابو محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس قریب دو سال سے شائع کر رہے ہیں۔ اس کا ایک نمبر حضرت حکیم الامتہ کے پاس دیکھا ہے۔ المنصور ایک قابل قدر پرچہ ہے جس میں بعض مفید کتب میں بھی سلسلہ چپ ہی ہیں ان میں سے ایک کتاب اسرار الاناجیل بھی ہے۔ اس پرچہ کے ذریعہ شیخ محمد اسماعیل صاحب متابعین کے حالات لکھے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں جو ایک مفید اور ضروری کام ہے۔ یہ رسالہ قلیل قیمت اور کثیر المنفعت ہے۔ میری رائے میں احباب کو ایسے مفید رسالوں کی مدد کرنی چاہئے۔ قیمت سالانہ صرف پچھرا اور طالب علموں اور غرباء سے صرف ستر ہے۔

کلمۃ الفصل۔ ایک مین صفحہ کا عربی رسالہ ہے جس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ہے مولوی غلام رسول صاحب ساکن راجپور نے لکھا ہے اور عبدالحی عرب نے چھاپا ہے وہی اس پر اسے فروخت کرتے ہیں بیٹے ابھی تک اسے بڑا نہیں۔

شیرازہ قوم

۱۔ میں نے جو فردین الحکم کے ذریعہ شائع کی ہیں وہ اکثر آ رہی ہیں۔ بعض احباب پوچھتے ہیں کہ ایک جگہ کو جو احباب بسلسلہ ملازمت باہر بن گیا ان کے نام اسی شہر یا گاؤں کی فردین درج کریں؟ میری رائے میں اسی گاؤں کی فردین درج ہونے چاہئیں۔

۲۔ جو دہری مولابخش صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ پوچھتے ہیں کہ جبکہ متفرق طور پر فردین بھیجی گئی ہیں اور پہلے ضلع دار ایک ایک آدمی تجویز کیا گیا ہے کہ کل ضلع کی فردینا کر سچے تو اس طرح کرنا چاہیے۔

۳۔ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ بد قسمتی سے ابھی احباب میں کام کرنے کی روح پیدا نہیں ہوئی۔ بجز آپ۔ مولوی عزیز بخش صاحب جو دہری غلام احمد خاں صاحب اور جو دہری غلام حسن صاحب کشیش مشائخ میان رحمت صاحب اور کسی نے اس کام میں قدم رکھنے کا نام تک نہیں لیا ہر مین کس امید پر ضلع دار فردین ہی پر اتکنا کرتا۔ آپ اس نتیجہ کو سن کر حیران ہونگے۔ پس آپ تو اپنے ضلع کی مکمل فردینا کر کے بھیجیں۔

سرکاری خبریں

۱۔ مندرجہ ذیل خبریں مول سکریٹری آفس سر دفتر الحکم کو بھیجی گئی ہیں۔ ایڈیٹر

خان بہادر خان عبدالغفور خاں صاحب۔ خان زبیر۔ ڈوئیرنل جج جہلم کو یکم جولائی سے ۲ ماہ کی رعایتی اور اس کے سلسلہ میں تعطیل ماہ ستمبر کی اول پندرہ یوم کی رخصت عطا ہوئی۔

کپتان بی۔ ار۔ رو صاحب۔ عارضی ڈیشنل ڈوئیرنل و سشن جج سیالکوٹ۔ اشار الیہ کی جگہ کام کرینگے۔ خان بہادر خان عبدالغفور خان صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر کپتان رو صاحب بطور عارضی ڈیشنل و سشن جج جہلم میں مامور رہینگے۔

ڈیپو۔ ۱۔ بی۔ رو سکول صاحب جو آجکل جہلم میں بطور عارضی ڈیشنل ڈوئیرنل جج کام کرتے ہیں ماہ جولائی کے اختتام کے قریب دہلی میں ایس۔ ایل۔ ٹی۔ کھرڑ صاحب ڈوئیرنل جج کی جگہ پر اس ماہ روا

کو ملازمت سے سبکدوش ہونگے تبدیل کر دئے جائینگے۔ سی۔ ایم کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر کو ۲۱ جولائی سے ۷ ہفتہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی اور جے بی طامس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ایک۔ ایس۔ ویس صاحب جو آجکل کرناٹ میں قائم مقام ڈپٹی کمشنر ہیں کنگ صاحب کی جگہ قائم مقام ڈپٹی کمشنر امرتسر مقرر کئے جائینگے۔

ایچ۔ ای۔ ۱۔ ویکیفیلڈ صاحب انسپکٹر اسٹنٹ کمشنر انبالہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء تک رخصت سے واپس آکر مویشیاں پور میں تعینات کئے جائینگے۔

بی۔ ٹی۔ جین صاحب قائم مقام مہتمم بندوبست گوڈ گاؤہ نے ۶ جولائی ۱۹۰۵ء سے ۲ ماہ اور ۱۴ یوم کی رعایتی رخصت حاصل کی۔ جین صاحب کی غیر حاضری کے زمانہ میں شیخ امیر الدین صاحب کپڑا اسٹنٹ کمشنر بندوبست مہتمم بندوبست کے روزمرہ کاموں کی سرانجام دہی کیلئے مہتمم بندوبست سے سمجھے جائینگے۔

میجر ایف۔ بیویم ننگ صاحب مہتمم بندوبست پٹیا لکھنؤ گسٹ ہاؤس سے ۲۴ ماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی۔ لاگوری شکر صاحب نائب مہتمم بندوبست میجر بیویم ننگ صاحب کی جگہ قائم مقام رہیں گے۔

ایف۔ ایچ۔ برٹن صاحب قائم مقام ڈپٹی کمشنر روہتنگ کو یکم جولائی ۱۹۰۵ء سے ۱۴ ہفتہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی۔ منشی بدری پرنسداد صاحب انسپکٹر اسٹنٹ کمشنر برٹن صاحب کی جگہ قائم مقام کریں گے۔

دستخط آر۔ اے۔ میٹھیو
سپرٹنڈنٹ انچارج پنجاب سول سیکرٹریٹ

خبروں کا گلدستہ

فارسی توفصل جنرل متعینہ نفلس کا بیان ہے کہ شاہ فارس کو شہنشاہ آسٹریائیے دیا نامین ۴ روز قیام کر نیو بلایا ہے اور پریزیڈنٹ لو بے نے بھی پیرس میں ۴ روز ٹھہرنیکے لئے عرض کیا ہے۔ سینٹ پیٹریک میں شاہ وقت واپس رولن آفرور ہو گئے۔

شمالی مقدونیا میں برف پگھلنے سے دریا ایک سخت برسر طغیانی آگئے۔ برف کے انبار اس کثرت اور تیزی سے آئے کہ اکثر بلو کو سخت صدمات پہنچے۔ بعض موقوفہ راستے بند ہو گئے تجارت مسدود ہو گئی۔ جاپان کے نزدیک حال میں سمندر سے ایک جزیرہ نمودار ہوا ہے۔ گذشتہ نومبر میں یہاں سے زور کی ہلچل کی آوازیں سنائی پڑتی تھیں۔ اور دیوان نکندہ دکھلائی دیتا تھا۔ دسمبر میں جزیرہ نظر آنے لگا۔ ابھی یہ جزیرہ

۴ ہزار سو گز کے محیط کا ہے اس میں ایک قلعہ کوہ ۲۲۰۰ فٹ اونچا ہے۔ اور ایک گرم پانی کی چھل بھی ہے۔ لارڈ نیوٹن نے برٹش گورنمنٹ اور افغانستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لارڈ لینڈون کی رائے میں جو معاہدہ امیر صاحب نے کیا ہے وہ فریقین کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اور کہا کہ کسی مشرقی تاجدار کے خلاف قدم اٹھانا حالی از غلطی نہ ہوگا۔

اس سال امرین ۲۳۳۲ طالب علم امتحان ملل میں شریک ہوئے جن میں سے ۷۰ کی سینکڑ گنو بچہ فرانسیسی ہے باقی انگریزی۔

مصری حکمران قاف نے اپنا ایک معتد مکہ معظمہ روانہ کیا ہے تاکہ مصری قراء کے تکیہ کی حالت ملاحظہ کر کے اس میں مناسب اضافہ و ترمیم کرے۔ ۱۴۰۰ پونڈ سالانہ وظیفہ فقراء میں بھی بٹائے ہیں۔ اور ۲۰۰ پونڈ بعض مساجد کی مرمت کے لئے منظور کئے ہیں۔

مصر کے بجز ننگ کالج کا نتیجہ امسال نہایت عمدہ رہا۔ کریم لائے محلے میں مرحوم سلطان سلیم کی بنوائی ہوئی حیدر نام ایک نہر ہے جس میں دریائے فرات کی طغیانی کا پانی آتا ہے۔ یہ نہر ابتداء ۲۰ گز چوڑی اور اگر گہری ہے اور پانی بکثرت آتا ہے۔ چونکہ مدتہائے دراز سے بے مرمت پڑی ہے اکثر طغیانی کے وقت ٹوٹ کر باغات و زراعت کو تباہ کرتی رہتی ہے۔ امسال بھی اس طغیانی آئی اور ایسی آئی کہ امالی کر با کے رے کسی طرح نہ سکی۔ اور پہلوؤں کو توڑ کر پانی ہر چار طرف آندھا آیا۔ حد باغات پانی کے زور سے اکڑ گئے۔ اور تمام کر با میں پانی ہی پانی ہو گیا۔ بہت سی آدمی مر گئے اور بہت سے مکانات گر گئے۔

تغییر از من غلہ نہایت گران ہو گیا ہے۔ اگر بو شہر صبی تجارتی منڈی سے بے در پے غلہ نہ پہنچے اور نرخ رکھا نہ رہے تو غریب بھوکے مرجائیں۔

افسوس ہے کہ ایران میں روسی اقتدار بے شک بڑھ گیا کہ خاص ایران کی رعایا حقوق وطن کو فراموش کر کے روسی رعایا کے برابر حقوق حاصل کرنے کے لئے روسی بیٹے میں پس و پیش نہیں کرتی۔ گیلان کے چند ایرانی تاجروں نے روسی حمایت میں اگر سند حاصل کر لی ہے۔ والی گیلان نے اگر اپنی پامردی سے اس سند کو غلط ثابت کرنا تو کیا اس سے یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ایران میں ایرانیوں کے حقوق کی پامالی کی کوئی حد نہیں رہتی اور روسی رعایا کو پیش از پیش حقوق حاصل ہیں۔ اسی سے ایرانی تلک اگر روسی بننا چاہتے ہیں۔

بالائی برہمن سخت بازو کو جو سے سیلاب آگیا اور مودلی ریلوی کی لائن ہون اور ٹانگی کے مابین ۷ میل تک ٹوٹ گئی۔ مسافر کشیوں کے ذریعہ سے گزرتے ہیں۔ دینیٹس میں ایک کارگیر شیشہ کی ٹوپیاں ہزاروں کی تعداد میں لیا کر رہا ہے۔ یہ ٹوپیاں ریشمی معلوم ہوتی ہیں پانی سی

جانب میں پانی سی

[illegible]

مجموعہ

[illegible][illegible]

کارخانہ احمدی کا مستخرج عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدم ہے۔ بمحاطہ تغیرات زمانہ
 اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بمحاطہ قدامت اب
 اسے ترقی دینی ہے اور عطر و نخل و غیرہ لوازمات
 صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش ساختی سے
 کارخانہ انجام دیتا ہوتا ہے۔ یقیناً بعد از غروب کتب

راق

محمد عبدالمد سید السہاجر ان عطر قنوج

اس کا رخا نہ اشتہاری دہرہ سے **نہلی شرط** بجائیں یہ تجویز کی ہے کہ ہر دو کا نمونہ
پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے۔ مہر مہر سلیمان۔ یہ امراض چشمہ کا جانی دشمن ہے جس
صرف چند روز کے استعمال سے جالاجیولا، دہندہ، آشوب چشمہ، برہال، کچھو آنے یا لپینا غرض اولیاء
وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے۔ آزمائش فرور کیجئے بعد طلب کرنا قیمت فی تولہ درہم نمونہ و بدل جس کے
استعمال سے ڈاکٹر خواجہ مسعودی کا کلیسا ہی مبتاب کردہ دوا دوا دورہ ہو یا مسودہ درم کرگیا ہو یا دانتوں سے
زہن جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جلہ امراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے نکلتے ہیں۔ قیمت فی جکس ۴
پونڈ ۱۰ الصفا۔ یہ پونڈ و دیگر پونڈوں کی طرح نہ تو جلد خراب کر لے اور نہ ملین کرتا ہے بلکہ جاکستہ
نہایت صاف رہتا ہو جاتی ہے اور تین ہفت میں خانہ کر دینا اس کا کام یہ قیمت فی ڈبہ ۲۰ درہم ۲۰
۱۰۰۰ حکیم میر غلام حسین و حکیم محمد حسین بالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلبلہ صقلیہ ملی

ایک خطبہ رادہ پہنچی
یہ کاغذ عطر تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے
مفصل فہرست طلب کرنیے روانہ ہوگی۔
اگر تیل یہ تیل ہمارے کاغذات سے ایجاد ہو ہے بالوگو
سفید ہو نیے لکھتا ہے۔ نزلہ اکھوں درد سر وغیرہ
پینے اگر یہ قیمت فی شیشی درم ۱۰ روپے ۱۰۰
۱۰ روپے ۱۰۰

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے انتظام سے چھپ کر شائع ہوا۔

ہیں اس خط کو پڑھ کر بلا توفیق لسان عرب کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اسے کسی بعد گوہر مدعا مانعہ آگیا۔ قبل اسکے کہ اس سبک سر جلد بازی پر وہ دری پر کچھ لکھیں ایک دو باتیں تختی بیٹ بالغمز کے طور پر لکھنی ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان اور ہمارے آقا و مولیٰ دو بی نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجائب اللہ ہونے پر کس قدر بین دلیل ہے کہ اگر جگہ سیاہ دل دشمن نے کبھی انگلی رکھی ہے اس کے نیچے سے معارف و حقائق کا خزانہ نکلا ہے اگر ان اختلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے پیرویوں کی پرکھ لیا تو کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ اعتراض بعینہ کسی نبی کی لائفت کے کسی حصہ پر لگا پڑا ہے اور اگر ملک لائفت پر منہ کھولا ہے تو وہی یادہ گوئی ان کر پڑے کسی اولیٰ العزم نبی کی شان میں کجی نہیں اور اگر آپ کی زبان ذاتی بر حرف رکھا ہے تو دواوین عرب۔ کتب احادیث اور تفاسیر حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف سے اعداء اللہ کا منہ توڑے کو موجود ہو گئیں۔ اب میں جواب لکھتا ہوں و باللہ التوفیق +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۲ کی عبارت یہ ہے فرأیت ان روحہ احاط علی و استوی علی جسمی و لفتی فی ضمن وجودہ حتی ما بقی منی ذرة و کنت من الغائبین۔ پھر میں دیکھا کہ خدا کی روح نے مجھے سمجھا کا سمجھا اپنا کر لیا اور میرے جسم پر مستوی ہو گئی اور اپنے وجود میں مجھے لپیٹ لیا یہاں تک کہ میرا اپنا کچھ بھی نہ رہا اور میں غائب و غانی ہو گیا +

اس مقام میں خدا کے بلائے بولنے والے نے احاطہ کا صلہ علی لکھا ہے۔ خلیفۃ اللہ کو مٹی اور اپنے تئیں آگ کہنے والا اعتراض کرتا ہے کہ صلہ علی صحیح نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے احاطہ بی +

قبل اسکے کہ میں ثابت کروں کہ اس مقام میں بحر صلہ علی کے اور کوئی صلہ اس بلاغت اور فصاحت کو دکھانا نہیں سکتا جو علی نے دکھائی ہے میں بافسوس اتنا کہنے سے رہ نہیں سکتا کہ ان مولوی لوگوں کی خطا کاری کی جڑ یہ ہے کہ اول تو ان کا دائرہ معارف نہایت تنگ ہوتا ہے اور چند محدود اور تاریک کتابوں پر انکا سارا ہمار ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ نبی اور عناد اور تعصب کی شامت سر پر سوار ہوتی ہے۔ یہ دوم من میں جن کے استیلا سے ان کی رائے ہمیشہ سقیم اور علیل ثابت ہوتی ہے۔ سیالکوٹ بلوچستان میں خوب جانتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مدقوں سے اس میں نہ کوئی ادیب ہوتا ہے اور نہ اب ہے کوئی کتب خانہ نہیں مسجد و دواوین عرب اور بڑی بڑی لغت کی کتابیں اور شروع دواوین عرب موجود ہوں۔ چند مبتدل پرائی وری کتابیں ہیں اس کے سوا کچھ نہیں۔ یہ مولوی ابراہیم سے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اس نے اپنے استاد کے علم اور فہم سے زیادہ ترقی کی۔ اسے خوش قسمتی سے لسان العرب مل گئی۔ بس سارے شہر میں یہ پہلا نوجوان ہے جس کے ہاتھ ایسی نادر اور عظیم الشان لغت کی کتاب آئی۔ بڑی خوش قسمتی تھی جو اس سے فائدہ اٹھانا اور لسان عرب کی وسعت کا اس کتاب سے سبق لیکھ کر کسی مصنف پر زبان اعتراض کھولنے میں جلدی نہ کرنا مگر بد قسمتی سے اسے یہ فیض حاصل نہیں ہوا +

اسے اس اعتراض کو قوت اور حوصلہ سے منہ سے نکلنے کی جرأت معلوم ہوتا ہے سبب یہی ہے کہ لسان العرب میں زیر لغت احاطہ محوط اسے احاطہ بہ صلہ علی نہ ملا اگر میں عنقریب دکھاتا ہوں کہ اسے اس مقام میں بھی ٹھوکر کھائی ہے۔ اس سے اسکو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اب اس نے لغت عرب کا احاطہ اور استقصا کر لیا ہے۔ اگر وسیع واقفیت اور صحیح علم اس کا مسند ہوتا تو سمجھ لیتا کہ لغت کا دائرہ بڑا وسیع بلکہ غیر محدود ہے۔ کسی ایک کتاب لغت نے اتنا عربی زبان کا احاطہ نہیں کیا اور نہ کسی نے دعویٰ کیا ہے۔ بہت سے لغات اور محاورے دواوین عرب کی شرح میں ایسی ملتی ہیں کہ لغات کے صفحات ان سے خالی ہوتے ہیں۔ اور لغات نویس کوئی لغت کسی لفظ کی تشریح میں بیساختہ لکھ جاتے ہیں اور ترتیب مفردات لغات میں اسکا ذکر نہیں کرتے +

اس امر کے ثبوت کے لیے کہ احاطہ کو صلہ علی کے ساتھ اس مقام میں لکھنے سے جو حقہ مضبوطی کا مقصود ہے وہ کسی اور صائب سے پورا نہیں ہو سکتا تھا ایک محال بات لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے ملعون ملعون من احاط علی مشرباً۔ اس کے معنی صاحب لغت خود

کرا ہے المشربة الموضع الذی يشرب منه كالمشربة ويريد بالاحاطة تملكه ومنع غيره منه۔ حدیث کے معنی یہ ہیں ملعون ہے جسے اپنے گھاٹ پر احاطہ کر لیا۔ پھر کتنا ہے کہ معنی احاطہ کے ہیں اپنے لیے اسکا مخصوص کر لینا اور دوسروں کو اس سے روک دینا۔ اس حدیث نے جو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مبارک کر نہ کے الفاظ سے ترکیب یافتہ ہے احاطہ کو صلہ علی کے ساتھ لاکر نہ صرف اس اعتراض کی جھلنی کر دی ہے جو مولوی ابراہیم الحدیث نے نادانی اور کم علمی سے کیا اور نہ عاقبت انہی سے دعویٰ کیا کہ اسکا خلاف نہیں ہو سکتا بلکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے مقصود و معنی کو بھی وضاحت سے حل کر دیا ہے +

جو معنی اس حدیث کے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے گھاٹ پر ایسا تصرف اور احاطہ کیا کہ اسے بیگانوں سے روک کر اپنے لیے ہی خاص کر لیا وہی مقصود یہاں فقرہ زیر بحث میں حضرت مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس فقرہ کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح نے مجھے پورا پورا تصرف اور استیلا اور احاطہ کیا یعنی مجھے بالکل اپنا بنا لیا اور اغیار سے بکلی بیگانہ کر دیا اور اس فقرہ کا خاتمہ اس پر کیا کہ میرا کچھ نہ رہا اور میں غائب اور غانی محض ہو گیا۔ اسی کی تائید میں دو بڑی سطر میں یوں کہو کہ ان ہی معنی کو دوسرے خوبصورت قالب میں ڈھال لے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ونظرت الی جسدی فاذا جوارحی جوارحہ و عینی عینہ و اذنی اذنہ و لسانی لسانہ۔ اخذنی ربی و استوفانی و اكد الاستیفاء حتی کنت من الفانین۔ و وجدت قدرته و قوته تقور فی نفسی و الوہیتہ تتموج فی روحی و ضربت حول قلبی سرائقات الحضر و دقق نفسی سلطان الجبروت فما بقیت و ما بقی ارادتی و لا منای و اہذمت عمارة نفسی کلها و تراوت عمارة رب العالمین و تحت اطلال وجودی و عفت بقایا انا بنیتی و ما بقیت ذرة ہویتی و الا الوہیتہ غلبت علی خلقتہ شدیادہ تامة و جذبت الیہا من شعرا سی الی اطفال مر جلع فکنت لباً بلا قشور و دہنا بلا ثقل و بدن و رو بوعد بینی و بینی فی فکنت کشتی لا یری او کقطرة رجعت الی البحر فسترہ البحر ہر داء و کان تحت امواج الیہ کالمستورین الی۔ ترجمہ اور میں نے اپنے جسم کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سب جوارح خدا کے جوارح ہیں میری آنکھ انکھ ہے اور میرے کان اس کے کان ہیں اور میری زبان اس کی زبان ہے۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور مجھے سمجھا لیا اور ایسا پوری طرح لیا کہ میں غانی ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت میرے اندر جو سن زن ہے اور اس کی الوہیت میری روح میں موجیں مار رہی ہے۔ اور میرے قلب کے ارد گرد حضرت عزت کے خیمے لگائے گئے ہیں اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو ایسا کوٹا اور پیسا کہ نہ تو میں ہی رہا اور نہ میرا کوئی ارادہ اور نہ وہی رہی۔ میرے نفس کی ساری عمارت ڈھس گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ میرے وجود کے سارے نشان اور کھنڈر مٹ گئے اور میری انسانیت کا بقیہ نابود ہو گیا اور میری بود کا کوئی ذرہ باقی نہ رہا۔ الوہیت نے مجھے پورا پورا غلبہ پالیا اور میں سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک کی طرف کھینچا گیا پھر میں مغز ہی مغز رہ گیا جسم میں کوئی جھلکا نہیں ہوتا اور روح میں رہ گیا جسم میں کھلی ادب بچ نہیں ہوتے اور مجھ میں اور میرے نفس میں دوری ڈال دی گئی پھر میں ایک شے بن گیا جو کبھی نہیں جاتی یا ایک نظر بن گیا جو کبھی نہ دیکھتا اور بچنے سے اپنے چادر میں چھپا لیا اور وہ بھر کی موجوں میں مخفی و مستور ہو گیا +

ان مبارک اور نورانی فقرات کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت قدس نے اپنے مدعا کو کس صحیح عربی میں ادا کیا ہے۔ میں اپنے تجربہ اور ایمان اور بصیرت سے گواہی دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے کوئی صلمات کی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کبھی دواوین عرب آپ کے مطالعہ میں رہے اور نہ رہتے ہیں اور نہ آپ کے کتب خانہ میں کوئی ایسی کتاب تھی۔ عالم الغیب یہاں خدا نے یہ فقرہ (احاطہ علی) آپ کے قلم سے نکالا جس سے اس کا منشا یہ تھا کہ ایک عہد دین بیود فطرۃ سپر نکلتہ چینی کرے گا اور اس سے ہر کلام کا معجزانہ رنگ نمایاں ہو گا +

تفسیر القرآن من سبج الزبان

تفسیر سورہ فاتحہ بصورت دیگر

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اے اللہ! تیرا نام ہے عالمین یعنی ہر ایک جہاد اور
 شمس خد کے لئے مسلم ہے جسکی تربیت ہر ایک عالم
 میں یعنی ہر ایک رنگ میں ہر ایک پیلہ میں اور ہر ایک
 فائدہ بخش صفت الہی کے ذریعہ سے مشہور اور محسوس

ہو رہی ہے یعنی جن جن متفرق وسیلوں پر اس دنیا کی
 لوگوں کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے دراصل

انکے پردہ میں ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی
 ہے جس کا نام اللہ ہے چنانچہ اس دنیا کے کار

وبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج
 کر رہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی

پہنچا کر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس
 سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اس کے

آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے پس حقیقی سورج
 جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کر دے

والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے
 سہارے سے سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی

سورج کا صرف یہی کام نہیں کروہ دوران خون کے سلسلہ
 کو جاری رکھتا ہے جس پر جسمانی زندگی موقوف ہے اس

طرح کہ اس فعل کا اگر انسان کے دل کو پڑتا ہے
 اور آسمانی روشنی سے آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے

بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضاء تک
 پہنچانے کیلئے منجملہ انسانوں کے ایک انسان کو اختیار

کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک
 جسم کا حکم رکھتا ہے اسکو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے

اور اسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے
 تمام اعضاء تک پہنچانے کیلئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے

پس وہ طبعاً اس خدمت میں لگا رہتا ہے کہ ایک طرف
 سے لیتا اور دوسری طرف مناسب اطراف میں تقسیم کر دیتا ہے

اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھوں کو کمال
 روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزیں ان پر کھول دیتا ہے۔

ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند
 مینار تک پہنچا کر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ

جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پہلوں
 کو پکاتا ہے اور ان میں حلاوت اور شیرینی ڈالتا ہے

ننگے کر دیتا ہے۔ بجز ان ہمیشہ بہار و درختوں کے جن
 پر وہ ایسا اثر نہیں ڈالتا یہی کام اس حقیقی آفتاب

کے جن جو ہر جہتہ تمام روشنیوں اور فیضوں کا پی
 وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر ڈالتا

ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور
 دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزان لاتا ہے اور ایک

تجلی سے وہ عارفوں کے لئے معرفت کی حلاوت میں
 پیدا کرتا ہے اور ہر ایک تجلی سے کفر و فتنہ کا غوث

ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کر دیتا ہے پس اگر غور
 سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو بہر جسمانی آفتاب

کر رہا ہے وہ سب کام اس حقیقی آفتاب کے ظل میں
 اور یہ نہیں کروہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جقدر اس

جسمانی سورج کے کام میں وہ اس کے اپنے کام نہیں
 ہیں بلکہ درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت

اسکے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے
 یہ تو ہم نے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال

ہے جن صفات کو چاند کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ در
 اصل خدا تعالیٰ کے صفات ہیں۔

جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہو رہی ہے
 جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت

یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے
 جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ برستے تو جیسا

علم طبعی میں ثابت کیا گیا ہے کٹون کے پانی بھی ختم ہو
 جائیں یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش پانی ہی دنیا کو

زندہ کرتا ہے اور نابود و کودی حالت میں لاتا ہے
 اس طور پر آسمان ایک پہلا رب النوع ہے جس سے

پانی برستا ہے جس کو دید میں اندر کے نام سے یاد کیا
 گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اشارت فرماتا ہے

وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الرَّجْعِ اِنَّ السَّحَابَ رِجْفًا
 وہ کہہ رہا ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت

میں اس کہہ رہا ہے کہ قسم کہانی گئی جو مینہ برساتا ہے
 اور مرجع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مینہ وحی کا ثبوت دینے
 کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہوں جس سے پانی برستا ہے

یعنی نہاری روحانی حالت ہی ایک پانی کی محتاج ہے
 اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو نہاری

عقلوں کے پانی ہی خشک ہو جائیں عقل ہی اسی آسمانی
 پانی یعنی وحی الہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے غرض جس

خدمت میں آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسنے کی خدمت
 یہ کام آسمان کا خدا تعالیٰ کی پہلی صفت کا ایک فعل ہے

جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابد ہر ایک چیز کا پانی ہے چنانچہ

اگرچہ مجھے اس حدیث کے بعد کسی اور سند کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ کلام نبوی کے بعد
 اور سند تلاش کرنا یا اسے کمزور سمجھنے ایمان کا کام ہے مگر میں لِسَانُ الْعَرَبِ سے لکھتا ہوں
 کہ اس نے کیسے بیسیا ختمہ احاطہ کا صلہ علی مذکور فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ لغت حا طیحوط
 کی بحث میں لکھتا ہے یَقَالُ لِلْأَرْضِ الْحَاطِ عَلَيْهَا حَاطٌ وَحَدِيقَةٌ فَذَا الْم
 یَحِيطُ عَلَيْهَا خَمِي صُنَاحِيَّةٌ۔ یہاں اگر المحاط کا صلہ علی ہمارے ہوتا اور وہ ابراہیم
 کی طرح زبان عرب سے نابلد ہوتا تو کہہ سکتا تھا المحاط بها۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وقت پر حدیثیں ہی ان کے علم و تقویٰ
 کے کپڑوں کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔ آخر میں مجھے حدیث بالنتہ کے طور پر یہ بیان کرنا ہے کہ
 یہ حدیث جس نے لازوال رسوائی مولوی ابراہیم کی قسمت میں کی اور اس کے کبر و نخوت
 اور دعویٰ کی سوئی پر جلتے لوہے سے بدنام و لغت لگا یا ہے مجھے کیونکر ملتی۔

میںے پیارے دوست سید صادق کے خط کو پڑھ کر لِسَانُ الْعَرَبِ کو اُٹھایا اب باب احاطہ
 یحوط کو پڑھنا شروع کیا۔ اگرچہ اوپر کی منقولہ عبارت سے مجھے خوشی ہوئی کہ احاطہ کا

صلہ علی آگیا ہے مگر دل میں مینے مزید شرح صدر اور تائید کے لیے پیاس محسوس کی۔
 پھر مینے تاج العروس شرح قاموس کو پڑھا۔ اُس میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔

پھر اقرب الموارد کو اُٹھا کر دیکھا اُس میں کچھ نہ ملا۔ دوسرے دن طہری نماز کے
 بعد تنہا مسجد مبارک میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اور کس کتاب کو پڑھوں اتنے میں خیال آیا

کہ مدر القاموس کو بھی نہ دیکھنا چاہیے (یہ ایک عظیم الشان کتاب لغت ہے۔ یہ ترجمہ
 انگریزی میں تاج العروس شرح قاموس کلمت شے زائد۔ اس کے مصنف و مترجم ایڈورڈ

ولیم لین نے چالیس برس مصر میں رہ کر بڑی جانفشانی اور عرفی و ربی سے بڑے بڑے
 علماء مصر کی مدد سے طیار کیا۔ اور اسد نقاش کی توفیق سے زکریا خیرج کر کے منسلک

ہم پہنچا یا ہے) عادتاً احاطہ یحوط کا باب میںے کھولا۔ اسنے احاطہ علیہ یعنی
 احاطہ کو با صلہ علی بیان کیا اور آگے چل کر لکھا کہ یہ کلمہ ہے حدیث کا جسے تلج العروس

نے باب شرب یشریب میں بیان کیا ہے۔ مینے اُس وقت سجدہ کیا اور اسلام کی کامیابی
 اور دشمن اسلام کی ذلت و ضیعت پر خدا کا شکر کیا۔ اس کے بعد مینے تاج العروس میں

باب شرب یشریب کو پڑھا۔ اُس نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ حدیث
 مینے لِسَانُ الْعَرَبِ سے لی ہے۔ پھر لِسَانُ الْعَرَبِ میں باب شرب یشریب میں اس

حدیث کو پایا اور مینے عظیم الشان لغت کی کتابوں کو اپنی تائید میں پا کر اللہ تعالیٰ کے
 انعامات و برکات کا شکر کیا۔ اس قصہ کے کھنسنے سے میری بڑی غرض یہ ہے کہ علوم اور

معلومات کی کوئی انتہا نہیں۔ ذرا سی معلومات پر غرہ ہوتا اور چند مبتذل کتابوں پر ناز
 کرنا شفاۃ اور نادانی کی دلیل ہے۔ امید ہے کہ آئندہ مولوی بٹالوی اور مولوی

امرتسری اور ابراہیم سیالکوٹی کی پردہ دری بہتوں کے لیے موجب عبرت ہوگی اور ان
 جو ہر کے مینڈک مولویوں کے مقلد یا وہ گوئی اور ہرزہ درائی سے پرہیز کریں گے اور

معاذ مجھے امید ہے کہ بہت سے سعادتمندوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے
 کہ ان بے ادب بڑل مگر زبان دراز مولویوں میں سے جب کبھی کوئی اعتراض کرتا ہے

یہی روز بد اسے دیکھتا پڑتا ہے اور دور سے نہیں بلکہ قریب ہی سے یعنی حدیث سے
 ہی اسے شرمندہ اور ذلیل ہونا نصیب ہوتا ہے۔ آخر بہت سے صافی اور سعید

اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ خدا تعالیٰ کی یہ استماری نصرة احمدیوں کے ساتھ اور اُس کا
 یہ خذلان دشمنان حق کے ساتھ مین دلیل ہے اس پر کہ ہمارا سلسلہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ

وللہ الحمد۔ خوب ہو اور حضرت کی بھی آرزو ہے کہ یہ مصنون سیالکوٹی میں خصوصاً
 اور دیگر بلاد میں خوب شائع ہو ممکن ہے کہ ان جاہل فریب دینے والے ملائوں کی

دستبرد سے کوئی روح بچ جائے۔

خاکسار عبد الکریم از قادیان

ضرورتِ امام

(نوشتر شیخ عبد الرحیم نو مسلم)

اللہ تعالیٰ جو موصوف بجمع صفات کاملہ ہے۔ اوس نے امت محمدیہ کو کمالات تامہ سے بہرہ ور کرنے کے لئے سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کے لئے کم از کم پانچ وقت کی نمازوں میں حکم دیا ہے۔ اور یہ پڑھنا بطور فرض کے اس پر واجب کیا ہے۔ اس سورۃ پر خداوند کریم نے یہ صفاتی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انسان دن چارہ صفات یعنی رب - رحمت - رحیم - مالک - یوم الدین - کو بکثرت یاد کرے۔ تا سلسلہ عبودیت والہیت کو موقع انضمام لازم نہ آئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ صفت رب جس طرح انسان کے بدنہ و بیات کو پورا کرنا چاہتی ہے۔ اور زمین و آسمان و مافیہا کی بناوٹ اسکی عمدہ شاہد ہے۔ اس طرح چونکہ انسان صرف خور و نوش ہی کے ذریعہ اپنے یام زندگی بخوبی بلا خوف و حزن بسر نہیں کر سکتا اور طرح طرح کی قلبی عرقیت اسے آرام نہیں لینے دیتیں اور طرح طرح کے قلق و اضطراب اور مایوسیوں جو انسان کے ساتھ وقتاً فوقتاً آتی ہوتی ہیں اسکی نیست و نابود کرنے اور زندہ و گور کرنے کے لئے کافی طاقتوں اور حملوں سے اس پر چڑھ چڑھ کر آتی ہیں اور جو انسانی ضعیف فطرت سے مار پیٹ کر یہ کہلا دیا کرتی ہیں کہ اے رب تیرے سوا اب مجھے کسی کا سہارا نہیں اور توی میری کمزوریوں کو پورا کر سکتا ہے۔ انہوں نے ہی صفت رب کو جس نے انسان کو اپنی رحمت کی ہی حصہ لینے کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ عقاب چکھانیکے لئے اس کمزوری کو پورا کر نیکے لئے اپنے برسل بھیجنے کی طرف میل دلایا۔ جو اس ضعیف فطرت کی فریاد دہی کی پوری داد دیا کرتے ہیں۔ برسل سے اللہ دنیا میں اگر کیا کچھ کیا کرتے ہیں۔ وہ یہی کچھ کیا کرتے ہیں کہ وہ ان مفسد کو جن سے انسان رات دن بے چینی اور سوزش و حرقت میں کباب کی طرح جلتا رہتا ہے۔ وقت کے مطابق دفع کیا کرتے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ وہ کونسی مفسد ہیں جو انسان کو صفت رب کے ہوتے ہوئے تباہ و خراب کرنا چاہتے ہیں۔ گویا کہ صفت رب کے مقابل میں برعکس کام کر کے انسان کو ارحم الراحمین کے نیچے سے چھڑا کر اپنے تیز دانتوں میں

پیسکر یہ دکھانے چاہتے ہیں کہ اب دبت کوئی بندہ وہ مفسد کی طرح پر جلہ کیا کرتے ہیں اور مختلف زمانوں میں مختلف طور سے ایک خاص قسم کے قوی و اعلیٰ مصلح سے انکی اصلاح ہو کر آتی ہے مجھے اب گذشتہ زمانوں کے مفسد کو ذکر کرنا منظور نہیں۔ اور نہ ہی دکھانا ہے۔ کہ ان کی اصلاح کس کس نے کی۔ ان اگر بڑی ضرورت ہے تو یہی ہے کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ آجکل کونسی مفسد مختلف حملوں سے انسانی فطرت کو آزار دیکر کھلا رہے ہیں۔ کہ اے دبت جو تو کبھی بے مانگے دیکر اور کبھی مجھ عاجزہ کی فریادوں پر اپنی رحمتوں سے اطمینان اور تسلیاں دیکر قیامت کے دن پھر صرف تو ہی مالک ہوگا۔ اب میری آہ و زاری سن۔ او مجھے بے کسوں کی طرح نہ چھوڑ۔ اور وقت پر میری خبرے۔

سب سے بڑا مایوس مفسد آجکل ہی ہے کہ ہر کہ وہ نہ اس کتاب کو جسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کو ختم کرنے ہوئے اس جہان میں لائے اور جس سے پیاسی جلی تھی انسانی فطرت اپنی حرقت اور پیاس بجھا کر اطمینان پا سکتی ہے اور جسکو ذکر کہا گیا ہے۔ اور قوی جگہ بغیر قلوب اطمینان نہیں پکڑتے۔ بالکل پس پشت پھینک دیا۔ اور اس جبل اللہ کی کچھ پرواہ نہ کی جگہ پکڑنے سے کسی قسم کی ہلاکت ہلاک نہیں کر سکتی۔

بڑی قوم جو اس کتاب کی وارث ہے اور اپنے آپکو مسلمان بن مسلمان کہلا رہی ہے اسے تو اس کتاب کو یوں چھوڑ کر ملک میں غیر اقوام کی ملک ہو نیسے اپنی ذہنیت کو انکے علوم پڑھانیکے لئے مکلف کیا انکو اور ان کے راہ و رسم کا ایسا مرد بنوا نا چاہا کہ ہر آئین اپنی نہ سوچے دی۔ ہر انکی دوسری بدعتی یہ ہوئی کہ انہوں نے اپنا عزت و فخر اور اپنا آرام وہ اسی دنیا کے اسبابوں اور مادوں کو سمجھ کر ان میں ایسا استغراق کیا کہ صفت رب کو دیکارنے والی فطرت مد سے گرا دن کے ان میں بالکل مفقود ہو گئی۔ اور یہی ایک نہایت ضروری آہ ہری پکار جسکو دعا کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں اور ہر طرح سے انسانی کمزوریوں کو اس دبت سے پورا کر سکتی ہے انکی فطرتوں میں نہ ہی۔ اب وہ ادا اور بدعتی قل مایعوبو بکمدی لولا دعا کہ کے مطابق ان پر جو آیا وہ یہی آیا کہ انہوں نے اپنا رب جسکو سمجھا تھا۔ اسکا نتیجہ مادہ پرستی اور اسباب پرستی نکالا اور انہوں نے اسی لئے اس نماز کو جس میں انہیں یہ کہنا پڑا تھا۔ کہ تو رب ہے اور تو ہی ہے مانگے اور پکارنے سے دیا کرتا ہے اور ہر ایک دن ہمارے ضعفوں کا تکفل تو ہے

ہی مالک بنکر کرنا ہے صرف ٹکڑیں بھجھ کر چھوڑ دیا۔ اور بجائے اسکے کہ سجدہ آباد کرتے بازاروں اور شراب نوشی کی مجلسوں کو گرم کیا اور ہر قسم کے مفسدہ کو اختیار کیا جو حق تلفی اور زنا اور جہولیت و خوت اور دیگر اور خود پرستی اور مولوی اور گرجا بویٹ کھلانیکے رنگ میں اپنا ظہور لایا۔ اور بجائے آسمانی بننے کے یہ ارضی ہو گئے اور قریب تھا۔ کہ یہ قوم مذکورہ بالا وجوہات سے اور کچھ اندرونی تنازعوں سے یعنی باہمی شیوہ۔ سنی۔ و باہمی عفی وغیرہ ہونے کے رات دن کے جھگڑوں میں پڑ کر اس بے صلاح کشتی کی طرح ضلالت کے بہو میں چکر لگا کر بیٹھ ہی جاتی۔ مگر صفت رب نے موقع پر مرزا صاحب کو قرانی فہم کے چپو کے ساتھ وقت پر مجدد یا فوج کی طرح بنا کر بھیجا۔ اور اس مخصوصہ قوم کی یون ٹکرائی کی۔ اور اپنی ربوبیت کے اندر ہی اندر انکو کہنا چاہا۔ مگر صفت رب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ دوسرے اقوام کو بھی یہ دکھا کر دیکھو بچاؤ اور بے خوف و خطر اور اطمینان وہ یہی راہ ہے۔ اور اس طرز پر چلنے سے انسان اپنی بدی اور روحانی پریشانیوں سے بہرہ ور ہو کر یام زندگی راحت سے بسر کر سکتا ہے ہر قسم کی تائید دن سے انکی مدد کی۔

چونکہ صفت رب رس ایسے بھیجا کرتی ہے کہ تا وہ انسانی فطرۃ کو طرح طرح کی بافرمانیوں کے بد تشاؤ سے جو حرقوتوں اور قتلوتوں اور اضطرابوں سے مبتدل ہو کر اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں چھوڑا دین۔ اسلئے قوم نصاریٰ کی سوزشوں اور حرقوتوں کی چارہ جوئی کے لئے جو کفارہ جیسے مبدودہ سٹلے کو اپنا آرام وہ تصور کئے تھے۔ مسیح بنا کر مرزا صاحب کو بھیجا۔ اور ان کی طبیعتوں کو اس مقدس روح کی مختلف قسم کی تائیدوں کے ذریعہ یوں تحریک دلائی کہ تمہارا مسیح تو یہ ہے۔ اور غیر اقوام کے بچھو دلونکی صلاح بھی اسی طرح کی۔ کہ اپنی رات دن کی تائیدوں سے یہ کہلا دیا کہ انہیں اطمینان پذیر راحت وہ دل کبی میسر نہیں آئیگا جب تک کہ تم اس طرح بدایت نہیں پاؤ گے جب تک کہ اس شخص نے مہدی بنکر نہیں دکھایا ہے۔

یہ قاعدہ ہے کہ جب تک انسان اس شاخ کی طرح جو اپنی جڑھ والے پودے کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے سبزی اور شاواہی حاصل کر سکتی ہے اپنے رب سے پورا تعلق نہیں رکھتا تب تک اسکی بدی پرورش اور روحانی پرورش جو طرح طرح کی بافرمانیوں اور خطاؤں کے وقت حرقت قلب اور بے آرامی سے مبتدل ہو کر انسان کو تمام دنیا کے اسبابوں اور سامانوں سے عیش نہیں اٹھانے دیتی۔ اسے پوری طرح حاصل نہیں ہوتی۔ اور اس کی پرورش

ادبوری پر جاتی ہے۔ اسلئے وقت جبکہ مادہ اور اسباب کو اپنا دبت مینا جاتا ہے۔ اور ان کی سچے آرام کی آمید کی جاتی ہے۔ تو ربوبیت الہی اپنے رحمانہ جوش سے اپنے مرسل بھیج کر مخلوقات کو وہ راہیں دکھاتی ہے جن سے وہ اپنی روحانی پرورش کے لئے باریک راہیں سیکھتے ہیں اور ہر طرح وہ خوف و حزن سے ایک طرف ہو کر اطمینان قلب حاصل کیا کرتے ہیں اور ملن خافت مقام مدبہ حنن کے مصداق بن جاتے ہیں ورنہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک رسول اگر نفس مطمئنہ نفوس میں تیار نہیں کرواتے تب تک انسان چاہے بظاہر کتنے ہی اسباب آرام رکھتا ہو اسے چین و آرام نہیں آتا۔ لہذا ایسے وقت جبکہ کفار سے جیسے گندہ سٹلے نے دلوں کو گندہ کرنا چاہا تھا اور ان راہوں کو جن سے انسان آرام سے اپنے رحیم رب کی ربوبیت سے بے خوف و خطر پرورش پاسکتا ہے۔ اپنے ہر ایک قسم کے دجل سے ملبیا سٹلے کرنا چاہا تو دبت رحیم نے اپنے ہی کرم سے اس گندے سٹلے کے بد تشاؤ سے جنہوں نے دلوں کو سیاہ کر دینا تھا او پر عذاب الہی انہیں برسنا تھا اس وجود کو مسیح موعود بنا کر پوری ممالک بھیجا۔ اسوقت میں ہر سورۃ الفاتحہ کے باقی حصہ کی طرف مود کر کے کچھ ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ دعا سٹلے عطا کی کہ تائید روحانی ضرورتوں کو پورا کر نیکے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتے رہیں اور اھذا الصراط المستقیم بار بار لکھ کر یہ اتجا کر ن کہ یا اہل العالمین وہ راہ ہمیں دکھا جو ستمین کو تو نے عطا کی اور ضالین اور معضوبین کی راہ سے ہمیں بٹھائے رکھے۔

ان آیات پر بھی ذرا غور کر نیسے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے مجنون میں ویسے ہی تولے کا نمونہ دیکھ کر کسی ترقی نہیں کر سکتا۔ جب تک اسکے پاس ایک ذلیک شخص روح القدس کی تائید یا کز زندہ طاقتیں اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ تو گویا خدا تعالیٰ نے اس امت کو یہ دعا کم از کم پانچ وقت مانگنے کا حکم دیا امنین ہمیشہ ایسے شخص انہیں کے الحاح اور ناری کی وجہ سے آتے رہیں جو ستمین ہوں۔ اور ان میں عمدہ تربیت سے نفس مطمئنہ تیار کروا رہیں۔ اور انکو اس طرح نہ چھوڑ دیا جائے جس طرح کہ معضوبین اور ضالین رات دن اطمینان حاصل نہیں کرتے اور انکی حرمین بڑھ کر انہیں جلائی رہتی ہیں۔ جیسا کہ باری تعالیٰ سورۃ التوبہ میں فرماتا ہے۔ کہ ولا تعجلت امرا لہم واولادہم ما انما یوسد اللہ ان یحذیہم بہما فی الدنیا و آخر

تو پھر کوئی نہ ہو سکتا ہے کہ آجکل جیکہ مضبوطی اور ضالین بڑھتے جاتے تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس زمانہ کے خاص خاص علامات بتا دیئے تھے اور اس زمانہ کے علماء کے فتنہ بڑی ذمت کی تھی اور عام لوگ تو ایک طرف بلکہ مسلمان کہلا کر بھی ضالین اور مضبوطی میں مات دیں لے رہے تھے اور ان کے گندے علوم اور عجیب عجیب قسم کے دجلوں نے ان کو بھی ضال اور مضبوط بنا دینا چاہا تھا اور انہیں انکی اولاد اور نسل کا اموال کی خواہش طرح طرح کے غدا بون میں مبتلا کر رہی تھی ان میں ایک منہم علیہ نہ بھیجا جاتا۔ میری دانست میں اس سورتہ فاتحہ کا سیاق صاف بتاتا ہے کہ امت محمدیہ میں جو یہ دعا سکھائی گئی ہے ہمیشہ ہمیشہ مجدد اور مہدی آتے رہیں گے تو کیا وجہ ہے کہ آجکل ہی جیکہ ہر ایک روح ہلاک ہو چاہتی تھی اور انکی کتاب کا کوئی محافظ نہ تھا نہ رہنما تھا اور ان کا فتنہ فتنہ الذکر و انا لہ لحاظ فظون باطل ہوا چاہتا تھا اور فتنہ فتنہ پر مبنی تھی اڑاتا تھا اور خود اس کتاب کے وارث اسے پس پشت پھینک چکے تھے ایک محافظ نہ تھا۔

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کہ اگر کتابوں کی میرے دلیں اسلامی محبت کی سرایت نہ کرتی اور میں کہی اپنی جوانی کے عالم میں عمدہ روزگار چھوڑ کر اسلام میں داخل نہ ہوتا اگر مرزا صاحب کا مقدس وجود زندہ نمونہ اسلام کی صداقت کے لئے اپنے اندر نہ رکھتا ہوتا۔ کیا وہ مولوی جو یہودیوں کی طرح اسلئے درجہ کے بد اخلاق بن رہے تھے اور زندہ نمونہ اپنے اندر نہ رکھتے تھے۔ مجھے یا میرے بھائی فضل حق کو اسلام کی طرف منادی کر سکتے اور کیا ہم اپنے مردہ مذہب سے بھر مردہ مذہب میں آجاتے۔ فقط دعویٰ پر اگر صداقت کا مدار ہے تو پھر تو سکھوں کی کتابوں میں ہی ہوتی سی لاف زنی اور لگ زنی نہیں۔ ان جھوٹے ملاؤں کی بد اخلاقی کی حد تو خدا تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جس نے شر المخلیق کے نام سے انہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی موعوم کیا مگر عین ہی ایک دفعہ ایک مسجد کے خوشوار ملاؤں سے عجیب قسم کی دشمنی حاصل کی۔ میں اور منشی جلال الدین صاحب کے دولہ کے ایک دفعہ بارش سے پناہ لینے کیلئے جبکہ انسان اپنے بچاؤ کیلئے مضطر ہو کر رہا ہے۔ ایک مسجد میں گھسے گا تو ایک صاحب مسجد اندر سے بولے کہ کہاں اس کا فر کو ساتھ لئے آتے ہو آخر کار وہ بچا رہے ہی میری خاطر ایک درخت کے تلے پناہ گزین

ہوئے۔ خدا کا شکر جس نے میری دشمنی کی حد کی کہ میں اسی حالت میں ایک دفعہ قلیان میں ہی حضرت اقدس کے پاس آیا جو میرے دنگے مسج بنے اور آپ نے علاوہ اور احسانوں کے جو مجھے لئے اپنی مسجد میں بٹھا کر اپنے دست مبارک پر جوید اللہ کہنا بجا ہے بیعت کرائی۔ وہ لذت اور ذوق جو مجھے اس وقت حاصل ہوا اس نے جلدی کفر سے مجھے نکالا اور اس سے زیادہ مسج میرے نزدیک کیا کر لیا مجھے مردہ کو تو جلادیا۔ اگر آجکل کسی کو مسج کی ضرورت نہیں تو مجھے تو ضرورت تھی۔

راقی
عبدالرحیم از قادیان حضور کا خادم

قوی ضروریات قابل توجہ قوم

لنگر خانہ کی ضروریات

ساری ضرورتوں سے بڑھ کر لنگر خانہ کی ضرورت ہی لنگر خانہ آجکل کی روپیہ کے باعث حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات گرامی میں تشویش کا باعث ہو رہا ہے لنگر خانہ کے اخراجات ڈیڑھ ہزار روپیہ سے تو کسی صورت میں کم نہیں ہو رہے بعض دنوں میں یہ خرچ دو دو اڑھائی اڑھائی ہزار روپیہ تک پہنچتا ہے۔ اس واسطے حضرت اقدس کے اوقات گرامی تو ایسی تشویشوں سے بچا لے واسطے ضروری ہے کہ قوم بڑی سرگرمی کے ساتھ اس کے انتظام کی فکر کرے۔ لنگر خانہ کی ضرورتیں یقیناً یقیناً ہر روز بڑھ رہی ہیں اسلئے کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی یا قوتوں میں کل خج عسقی

بتا رہی ہے کہ درواز مالک اور شہروں سے لوگ آئیں گے اور اب جبکہ اس پیشگوئی کی تجدید ہوئی ہے پھر خدا کے مسل پر یہ وحی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی زور کے ساتھ لنگر خانہ کی ضروریات بڑھ رہی ہیں۔ اور دوسری طرف اس پیشگوئی کا ایک جزو وسیع مکانک کا بھی ہے یعنی وسعت مکانات مہانوں کے لئے مہمان خانوں اور دیگر لوازمات رہائش کے مسلمان ہم پہنچانے لائی امر میں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے میں ضرور پورے ہوں گے۔ ان آئینوں کے مہانوں کے لئے ہر قسم کے سامان اور وسعت مکانات کے اسباب ضرور ضرور پیدا ہونے لگے مبارک ہونگے وہ لوگ جن کو ان میں حصہ ملیگا۔ یعنی جوان اخراجات

میں حصہ لین گے۔ اسلئے وہ قوم جو خدا تعالیٰ کی عجیب عجیب قدرتوں کو مشاہدہ کرتی اور ایمان لاتی ہے میں اسے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہمان خانہ اور لنگر خانہ کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر ایسا انتظام کریں کہ تین ہزار روپیہ مہمانوں کی اخراجات کیلئے مستقل چندوں کے ذریعہ ہم پہنچایا جاسکے جو ہر مہینہ کی پہلی تاریخ تک پہنچ جانا چاہئے۔ اس میں کچھ نہیں کٹاج اس قوم پر چندوں کا بہت بڑا بوجھ ہے لیکن اگر ہر ایک ایک روپیہ کی کس بھی دیوے تو ان کو کون مجھ بولے کہ میں کو خدشہ کر دے گا کچھ نہیں اور یہ کام تو آخر ہو کر رہیں گے۔ دریا بزرگ علاقے بشتاب گڑ صاحب دے شاید کہ ان یاقین دیگر چھین ایام را

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

تعلیم الاسلام کیا پیارا نام ہے جس پر مسلمان کو قربان ہو جانا چاہئے۔ تعلیم الاسلام سکول کی عظمت اور ضرورت مخالف الرائے لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے لیکن احمدی خوب سمجھتے ہیں کہ وہ سکول جو خدا کے برگزیدہ مسج موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اغراض و مقاصد کے ماتحت ہو لایا ہے وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کس قدر مفید اور ضروری ہے۔ مسلمان بچوں کو دیندار مسلمان بنانے اور اہل زمانہ کے بد اثراتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ سکول بطور حتم ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بچے جو اس سکول میں داخل ہوئے انہوں نے روحانی طور پر کس قدر فائدہ اس سکول سے اٹھایا ہے لیکن اس سکول کے قیام و بقا کے لئے مالی مشکلات بدستور چلی جا رہی ہیں ہر چند احمدی قوم کے اہلکار اور بذل مال نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کو ساتھ لیکر ہر وقت اس سکول کی دستگیری کی ہے مگر سکول کی آئے دن کی ضرورتوں کی وسعت ہر روز قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتی ہے اور قریباً ایسا ہی تمام قومی ضرورتوں کا حال ہے میری اپنی رائے تو یہ ہے کہ قوم ہر وقت چندہ دینے کو آمادہ اور طیار رہے اور دینی بھی ہو لیکن چونکہ وہ چندہ کسی اصول اور ترتیب سے نہیں لیا جاتا اسوجہ سے ضرورتیں بدستور حال میں مزید بیکار رہتی ہیں۔ اور کالج کا تو یہ حال ہے کہ ابھی قطرہ شدہ دریا ہی نہیں تاہم میں اور سرپرستان کالج و سکول اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نا امید نہیں ہم سب یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کچھ ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ یہ سکول اور کالج اپنے آپ بخود نہ ہونگے

ایک ہی اخبار میں مختلف چندے کی تحریکیں شایع ہوئیں اور ان کی نظر میں نامناسب ہوں لیکن جبکہ ایک ہی قوم سے لیتا ہے اور قوم کا اپنا ہی کام اور ایک مختلف ضرورتیں ہیں اور اگر کچھ ایسے ان ضرورتوں سے کچھ آگاہ ہی کرنا ہے تو میرے نزدیک یہ بالکل مناسب اور بوزوں اسر ہے کہ ساری تحریکیں ایک ہی مرتبہ ہوں تاکہ قوم میں اور بھی زیادہ حساس لگنے لگے شناسی کا پیدا ہو سکے کالج فنڈ کی تحریک عام ہو رہی ہے۔ جس طرح کہ خطوط کالج کے آئے فنڈ اور کالج کی ضروریات کے متعلق آ رہے ہیں میں انشاء اللہ انہیں سے بعض اعلیٰ اشاعت میں درج کر دے گا۔

اور قوموں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھی یونہی ہوگی (انشاء اللہ العزیز) ان تو وہ جو چندہ میں بے اصول ہیں کیا ہے؟ میری رائے ہے کہ تمام احمدی اس چندہ میں شریک نہیں ہونے اور انہیں نہیں کیا جانا صرف ایک محدود تعداد ہے جو بار بار کیا جب چاہو لیکن کہہ کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ لوگ چندہ دینے کو رضامند نہیں ہیں بلکہ ایک کثیر جماعت ایسی ہے جو معلوم ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ میں وہ کونسی ضرورتیں ہیں جنکے لئے چند دینا چاہئے کوئی ان کو بتانا ہی نہیں اور ان تک ایسی تحریک نہ جانی کی وجہ سے کہ ایسے تمام شخص کا کوئی باضابطہ رجسٹر موجود نہیں ہے اور وہ اخبارات سلسلہ کو خرید نہیں کرتے کچھ ذریعہ انہیں ایسی اطلاع ملتی رہیں۔ اگر ہر ایک احمدی چندہ میں شریک ہو جاوے خواہ بچہ ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد تو ایک ہی دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے۔

حیوانات دور چلی گئی اس وقت میرا منشاء یہ ہے کہ سکول کو مالی مشکلات سے نجات دینے کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ کم از کم ایک ہزار روپیہ ہر وقت اسکے ریزرو فنڈ میں جمع رہے اور کم از کم پانچ سو روپیہ ہر ماہ اور چندہ مستقل آتا رہے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے مستقل فنڈ میں تو اگر ایک ہزار روپیہ ایک روپیہ ہی دین تو جمع ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ماہوار چندوں کے لئے لوگوں کو آمادہ کریں۔

میں محکم کے ایک سربراہ خیرداروں میں سے ایک ہوں کہ کیا وہ اس فخر کو حاصل کرنا نہیں چاہتے کہ سکول کے ریزرو فنڈ میں سارا روپیہ انکا ہی ہو گیا کوئی ہے جو میری آواز سنے؟

کالج کے لئے آنہ فنڈ

تتت کلام طیبہ حضرت امام ابن الجوزی

۱۰ مارچ ۱۹۷۹ء کو قبل ظہر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے مولوی محمد ابراہیم صاحب کو حضرت اقدس جتہ الشیخ مودود علیہ الرحمۃ والسلام کے حضور پیش کیا مولوی صاحب نے حضرت مودود سے چند ہفتہ گئے آپ نے ان کے جواب میں جو کچھ فرمایا وہ درج ذیل ہے

سائل - اطمینان قلب کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟
حضرت اقدس - قرآن سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ کبریا: **تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ** پس جہاں تک ممکن ہو ذکر الہی کرتا رہے اسی ہی اطمینان حاصل ہوگا ان کے واسطے مبرا اور محنت دہکار ہے اگر گہرا جانا اور تنہا جانا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔ دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پھر کس مبرا اور حوصلہ کے ساتھ باہر اپنا فائدہ بکیراتا ہے بظاہر دیکھنے والے ہی کہتے ہیں کہ اس نے والے ضائع کر دئے لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان کبیرے ہوئے دانوں سے ایک غریب جمع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر جن غن کہتا ہے اور صبر کرتا ہے اسی طرح مومن جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق پیدا کر کے استقامت اور صبر کا نمونہ دکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس پر مہربانی کرتا ہے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جو کا وہ طالب ہوتا ہے۔ بہر بڑی غلطی ہے جو لوگ کوشش اسی تو کرتے ہیں اور پھر جانتے ہیں کہ ذوق شوق اور معرفت اور اطمینان قلب حاصل ہو۔ جبکہ دنیوی اور ماضی امور کے لئے محنت اور صبر کی ضرورت ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو پونہ مار کر کیسے پاسکتا ہے دنیا کے مصائب و مشکلات سے کبھی گہرا نہیں جانتے۔ اس ماہ میں مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصائب کا سلسلہ دیکھو کس قدر لمبا تھا۔ تیرہ سال تک مخالفوں سے دیکھنا پڑا رہے۔ مکہ والوں کے دیکھنا پڑا تھے اٹھارے خلیفہ تھے تو وہ ان سے پھر کہا کہ ہاں۔ پھر اور کوئی شخص ہے جو ان مصائب کے سلسلہ سے الگ ہو کر خدا شناسی کی منزل کو طے کرے۔
جو لوگ جانتے ہیں کہ میں کوئی محنت اور مشقت نہ کرنی پڑے وہ بیہودہ خیال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے۔

والذین جاہدا لولینا لنہدینہم سبلنا۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے دروازوں کے کھلنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے اور وہ مجاہدہ اسی طریق پر جو صریح کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اسوہ حسنہ ہے۔
بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواہ حنہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور پھر پشیمانی یا گھر سے پوش نیقرون کی خدمت میں جاتے ہیں کہ وہ پونہ مار کر کچھ بنا دیں۔ یہ بیہودہ بات ہے ایسے لوگ شرعی امور کی پابندی ان نہیں کرتے اور ایسے بیہودہ دعوت کرتے ہیں وہ خطرناک گناہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بھی اپنے مراتب کو بڑا مانا جانتے ہیں کیونکہ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور وہ مشیت خاک ہو کر خود ہدایت دینے کے مدعی ہوتے ہیں۔
اصل راہ اور گمراہی خدا شناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔ ایک پنجابی فقرہ ہے **منکے سو مرے مرے سو منگن جا**۔
حقیقت میں جب تک انسان دعاؤں میں اپنے آپ کو اس حالت تک نہیں پہنچا لیتا کہ گویا اس پر موت وارد ہو جاوے اس وقت تک اب رحمت نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ میں زندگی ایک موت کو چاہتی ہے جب تک انسان اس تنگ دروازے سے داخل نہ ہو کہ نہیں۔ خدا جوئی کی راہ میں نقطہ ہستی سے کچھ نہیں بنتا بلکہ یہاں حقیقت سے کام لینا چاہئے۔ جب طلب صادق ہوگی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے محروم نہ کرے گا۔
سائل - استقامت ہی تو فی ہے؟
حضرت اقدس - مان یہ سچ ہے کہ استقامت ہوتی ہے اور یہ استقامت ہی اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم ہی سے ملتی ہے۔ ایک ادب نے درجہ کا فقیہ ہی ایک خیل سے خیل... انسان کے دروازے پر جب دہر مارتا ہے تو کچھ نہ کچھ بیکری اٹھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ تو کرم رحیم خدا ہے یہ ماننے سے کہ کوئی اس کے دروازہ پر گرے اور خالی آٹھے۔ اگر چاہتے ہو کہ ساری مرادیں پوری ہو جائیں تو یہ تو کوئی ہی فضل سے ہوگی بعض اوقات انسان کو یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ غلام مراد پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اختیار سے ہی انسان کو بری کر دیتا ہے کہتا ہے کہ ایک بادشاہ کا گدڑ ایک فقیر مرچا جکے پاس صرف ستر روپے کی کو چڑھا یا مارا چڑھا۔ مگر وہ بہت خوش تھا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو اس قدر خوش کیوں ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو جائیں وہ خوش نہ ہوتا اور کون ہو۔ بادشاہ کو بڑی حیرانی ہوئی۔ اس نے پوچھا کہ کیا میری ساری مرادیں پوری ہو گئی ہیں فقیر نے کہا کہ کوئی مراد ہی نہیں رہی۔

حقیقت میں حصول دینی قسم کا ہوتا ہے یا پالے یا دل کے غرض بات یہی ہے کہ خدا یا بی اور خدا شناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤں میں لگا رہے۔ زمانہ حالت اور زندگی سے کچھ نہیں ہوتا اس ماہ میں زمانہ قدم اٹھانا چاہئے۔ ہر قسم کی تکلیفوں کے برداشت کرنے کو تیار ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کو مقدم کر لے اور گہرے نہیں پراسید کیجیاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری کرے گا اور اطمینان عطا فرمائے گا۔ ان باتوں کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تکیہ نفس کرے جیسا فرمایا ہے **قد افلح من زکھا**۔
سائل - دعا جب دل سے نہ آئے کیا فائدہ ہوگا؟
حضرت اقدس - میں اسی لئے تو کہتا ہوں کہ صبر کرنا چاہئے۔ اور یہ اس سے گہرا نہیں جانتے خواہ دل چاہے یا نہ چاہے کشتان کشتان مسجد میں لے آؤ۔ کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ میں غافل ہوتا ہوں مگر دسواں سہتے ہیں اسے کہا کہ تو نے ایک حصہ پر توجہ کر لیا دوسرا بھی حاصل ہو جائیگا۔
دوسرا بھی انشاء اللہ حاصل ہو جائیگا۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک فعل انسان کا ہوتا ہے اس پر نتیجہ مرتب کرنا ایک دوسرے فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے سہی کرنا مجاہدہ کرنا یہ تو انسان کا اپنا فعل ہے اس پر پا کرنا۔ بہت قیامت بخشنا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔
سہل شخص جلدی کر لیا گیا کیا اس طریق پر وہ جلد کامیاب ہو جائیگا۔ یہ جلد بازی انسان کو خراب کرتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کے کاموں میں ہی اتنی جلدی کوئی امر نتیجہ خیز نہیں ہوتا آخر اس پر کوئی وقت اور سہاگندہ دیتی ہے رہیندار سچ ہو کر ایک عرصہ تک صبر کے ساتھ اس کا انتظار کرتا ہے پھر ہی تو پہنچنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ پہلی ہی غلوت کے بعد کچھ پیدا ہو جاوے۔ تو لوگ ایسے بے وقوف کہیں گے یا نہیں۔؟ پھر جب دنیوی امور میں قانون قدرت کو اس طرح دیکھتے ہو تو یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے کہ دینی امور میں انسان بامحنت و مشقت کے کامیاب ہو جائے۔ حقد راوتیا۔ ابدال۔ مرسل ہوتے ہیں انہوں نے کبھی گہرا سٹ اور بڑی اور ہے صبری ظاہر نہیں کی وہ جس طریق پر چلے ہیں اسی راہ کو اختیار کرنا اگر کچھ پائے بغیر اس راہ کے تو کچھ مل نہیں سکتا اور میں یقیناً کہتا ہوں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو ادعویٰ مستحجب لکھ پر عمل کر رہے ہی ہوا ہے۔
مجاہدات عجیب اکسیر ہیں۔ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کے سہنہ میں جہاں کا برگدے ہیں جیسے حسین الدین حنفی اور

فرید الدین رحمہ اللہ ان کے حالات پر ہو تو معلوم ہو کر کیسے کیسے مجاہدات ان کو کرنے پڑے ہیں۔ مجاہدہ کے بغیر حقیقت کہتی نہیں۔
جو لوگ کہتے ہیں کہ غلام فقر کے پاس گئے اور اسے توجہ کی تو قلب جاری ہو گیا۔ یہ کچھ بات نہیں ایسے ہندو فقرا کے پاس ہی جاری ہوتے ہیں۔ توجہ کچھ چیز نہیں ہے یہ ایک ایسا عمل ہے جسے ساتھ تکیہ نفس کی کوئی شرط نہیں ہے نہ اس میں کفر و اسلام کا کوئی امتیاز ہے اگر نرون نے اس فن میں آجکل وہ کمال کیا ہے۔ کہ کوئی دوسرا کیا کر لیا۔ میرے نزدیک یہ بدعات اور محدثات ہیں۔
شریعت کی اصل غرض تکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لیکر آئے ہیں اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہیں جو تکیہ نفس کی حقیقی راہ ہے وہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو۔ اور شرح صدر حاصل ہو۔
میں ہی اسی سہاگ نبوہ پر آیا ہوں پس اگر کوئی چاہتا ہے کہ میں کسی ٹوٹے سے قلب جاری کر سکتا ہوں تبھی غلط ہے میں تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لیجا نا چاہتا ہوں جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ جو خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت طیار ہوئی ہے۔ پس راہ وغیرہ کا ذکر سہل کتابوں میں آپ نہ پائیں گے اور نہ اسکی ہم تعلیم دیتے ہیں اور نہ ضرورت سمجھتے ہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ نمازین سنو اسنو اگر پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو۔
سائل - حضور نمازین پڑھتے ہیں مگر نہایت سے باز نہیں رہتے اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا ہے؟
حضرت اقدس - نماز دن کے تھکا چڑھا اور آخرتوں پہا ہوں جب نمازوں کو سمجھ کر پڑھو۔ کچھ کام الہی اور ادب مانورہ کے اپنی زبان میں ہی دعائیں کرو۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو۔ ایک امر ہے جسکی بار بار تاکید کرتا ہوں کہ گہرا اور گہرا نہیں اگر استقلال اور صبر سے اس راہ کو اختیار کر دے تو انشاء اللہ یقیناً ایک نہ ایک ان کامیاب ہو جاوے گا۔ مان یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی کو مقدم کرو۔ اور دین کو دنیا پر ترجیح دو۔ جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ ہی پاتا ہے وہ یاد رکھ کر ابھی وہ اس قاب میں نہیں کہ دین کا نام ہی لے۔
یہ بھی ایک غلطی لوگوں کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں آئے ہیں کیا انہوں نے دنیا کے لئے سہی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لئے۔
اور باوجود اسکے کہ انکی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لئے ہوئی ہے پھر کیا وہ دنیا میں نہ راہ رہے ہیں؟ کبھی نہیں۔ دنیا خود ان کے قدوں پر اگر گری ہے۔ یہ یقیناً سمجھو کہ انہوں نے دنیا کو گویا طلاق دیدی تھی لیکن یہ ایک